SQ3R مطالعہ کا طریق

(قرأت اور تحقیق کی فنون پر ایک تعلیم)

SQ3R کا مفہوم

یہ لفظ SQ3R پانچ اصولوں پر قائم ہے : Survey(جائزہ لینا)، Question (سوال کرنا)، Read (پڑھنا)، Recall (یاد کرنا)، اور Review (نظر ثانی کرنا)۔

یہ مطالعہ کا ایک ایسا طریقہ ہے جو کتاب کے پڑھنے میں ترتیب اور فہم بخشتا ہے۔

پہلا حرف S "Survey" یعنی **جائزہ لینا** کو ظاہر کرتا ہے۔ پس آؤ ہم پہلا قدم شروع کریں، جو کہ کتاب کا جائزہ لینا ہے۔

جائزہ لینے کا مقصد

کسی کتاب کا جائزہ لینا یہ ہے کہ اُس پر عمومی نظر ڈالی جائے — جیسے کوئی کھیت میں داخل ہونے سے پہلے اُس کو بلندی سے دیکھے۔

جائزہ لینے سے آدمی کا وقت بچتا ہے؛ کیونکہ اگر کوئی کتاب چار یا پانچ سو صفحات پر مشتمل ہو، تو بغیر یہ جانے کہ اس میں کیا ہے، صفحہ اوّل سے پڑھنا دانائی نہیں۔

بہت سے طالبِ علم مہینوں ضائع کرتے ہیں ایسی کتابوں کے مطالعہ میں جو اُنہیں کچھ فائدہ نہیں دیتیں، کیونکہ وہ **بغیر جائزہ لیے** پڑھنا شروع کرتے ہیں۔

جب تُو کتاب کا جائزہ لیتا ہے، تو جلدی معلوم ہو جاتا ہے کہ آیا وہ کتاب تیرے مطالعہ کے لئے مفید ہے یا نہیں، آیا وہ تیرے مضمون سے متعلق ہے یا نہیں، اور آیا وہ سمجھداری سے لکھی گئی ہے یا محض خیال آرائی ہے۔

یوں تیرے محنت کے ایام ضائع نہ ہوں گے۔

جائزہ لینے کے فائدے

1. یہ وقت کو بچاتا ہے۔
2. یہ کتاب کے مضمون اور مقصد کو ظاہر کرتا ہے۔
3. یہ تجھے پہچاننے میں مدد دیتا ہے کہ کتاب مفید ہے یا بے کار۔
4. یہ ظاہر کرتا ہے کہ کتاب خشک اور بور ہے یا دلچسپ اور تعلیم دینے والی۔

بعض کتابیں ایسی علمی انداز میں لکھی جاتی ہیں کہ عام قاری چند صفحات کے بعد تھک جاتا ہے۔
اور بعض ایسی ہیں جو زندہ دلی سے ذہن کو روشن کرتی ہیں۔
پس، اگر تُو پہلے جائزہ لے گا تو تجھے معلوم ہو جائے گا کہ کون سی کتاب تیرے لئے مناسب ہے۔

کتاب کا جائزہ لینے کا طریقہ

جب تُو کوئی کتاب اپنے ہاتھ میں لے، تو یہ کام احتیاط سے کر:

1. **عنوان کو دیکھ** — غور کر کہ کتاب کس مضمون پر گفتگو کرتی ہے۔
2. **مصنف کو پہچان** — جان لے کہ اُسے کس نے لکھا، اور وہ کس فہم یا رُوح سے معمور ہے۔
3. **ابتدائیہ یا پیش لفظ پڑھ** — وہاں مصنف اپنا مقصد بیان کرتا ہے، لکھنے کی وجہ اور مرکزی باتیں ظاہر کرتا ہے۔
4. **فہرستِ مضامین پر نظر ڈال** — ابواب اور سرخیاں کتاب کی ترتیب اور مواد کو ظاہر کرتی ہیں۔
5. **اشاریہ (Index) دیکھ** — اگر کتاب انگریزی میں ہو، تو وہاں الفاظ اور موضوعات کے ساتھ اُن کے صفحات درج ہوتے ہیں۔

   یوں اگر تُو "خدا"، "مسیح"، یا "روح" تلاش کرے، تو اشاریہ فوراً تجھے اُن صفحات تک پہنچا دے گا۔

کتب کے ساتھ عالم کی شائستگی

جب کوئی شخص تجھے کتاب پیش کرے، تو اُسے ادب سے قبول کر۔ اُسے ہلکا جان کر ایک طرف نہ رکھ، کیونکہ ایسا کرنا اُس مصنف کے دل کو دکھ دیتا ہے۔ بلکہ فہرست پر ایک نگاہ ڈال، پیش لفظ کے چند سطور پڑھ، اور نرمی سے کہہ، یہ کتاب علم سے بھرپور دکھائی دیتی ہے، میں موقع پاتے ہی اسے پڑھوں گا۔"

میں نے بہت سی کلیسیاؤں میں مشاہدہ کیا ہے کہ بعض پادریوں کی میزیں کتب سے بھری ہیں، اور بعض کی بالکل خالی۔
جہاں کتابیں نہ ہوں، وہاں حکمت کیسے بسے؟ لیکن بعض کی میزیں قانونی کاغذات اور عدالت کے فائلوں سے بھری ہیں، مگر کلام کی کتابیں وہاں ناپید ہیں۔ ایسا شخص اپنے ایام دنیوی کاموں میں صرف کرتا ہے، نہ کہ روحانی فہم میں۔

اشاریہ اور کتابیات (Bibliography) کا استعمال

اگر تُو جاننا چاہے کہ کوئی کتاب تحقیقی ہے یا نہیں، تو اس کی **کتابیات** دیکھ۔
وہاں ظاہر ہوتا ہے کہ مصنف نے کن ماٰخذ سے مدد لی، آیا اس نے سچائی پر بنیاد رکھی ہے یا **محض** تصور پر۔ ہر سنجیدہ تحریر کو اپنے ماٰخذ ظاہر کرنے چاہییں، تاکہ وہ دوسرے کی فکر کی چوری شمار نہ ہو۔ پس جب تُو کتابیات دیکھے، تو غور کر کہ مصنف کی تحقیق کتنی وسیع اور گہری ہے؛ کیونکہ درخت اپنی جڑوں سے پہچانا جاتا ہے۔

ایک باب کا عملی جائزہ

اگر تیرے پاس پوری کتاب پڑھنے کا وقت نہیں، مگر اس کا خلاصہ جاننا چاہتا ہے،
تو یہ طریقہ اختیار کر:

- باب کا **ابتدائیہ** پڑھ،
- درمیان کا کوئی **متعلقہ حصہ** دیکھ،
- اور آخر میں **نتیجہ** پڑھ۔

یوں تُو بغیر ہر صفحہ پڑھے، مصنف کی بحث اور روح کو سمجھ لے گا۔
اشاریہ اور فہرست تیرے لئے مددگار ہوں گے کہ کون سا حصہ تیرے مطالعہ سے متعلق ہے۔

عملی مشق

اگلی بار جب موقع پائے، اپنی تعلیم سے متعلق کوئی کتاب لے،
اور **جائزہ** لینے کی مشق کر۔ عنوان، مصنف، پیش لفظ، فہرستِ مضامین، اور متعلقہ ابواب کو دیکھ۔ پھر مختصراً اپنے الفاظ میں لکھ کہ تُو نے اس سے کیا سیکھا۔ صرف دو ابواب پر عمل کر، ساری کتاب پر نہیں، تاکہ تُو جائزہ لینے کا فن سیکھ سکے۔

رائے کی تشکیل

جب تُو جائزہ مکمل کرے، تو اپنی رائے قائم کر۔ اپنے آپ سے پوچھ:

- کیا یہ کتاب فائدہ مند تھی؟
- کیا اس نے میرے علم میں اضافہ کیا؟
- کیا یہ تحقیقی طور پر مضبوط تھی؟

- کیا یہ خشک اور بے جان تھی، یا روشنی اور صداقت سے معمور؟

یوں مشق سے تُو تمیز کرنا سیکھے گا۔
کیونکہ ہر محقق کے لئے ضروری ہے کہ وہ صرف پڑھے نہیں بلکہ درست فیصلہ بھی کرے۔

نتیجہ

دیکھ، یہ SQ3R طریقے کا پہلا حصہ ہے — Survey **(جائزہ لینا)**۔
اسی سے تُو **فہم کے دروازے** کھولتا ہے، اس سے پہلے کہ علم کے گھر میں داخل ہو۔
اگر تُو اس پر ثابت قدم رہے، تو مطالعہ میں دانا بنے گا، وقت بچے گا، اور تحقیق کے کام میں کثیر برکت پائے گا۔

Question (سوال کرنا) اب دوسرا قدم ہے۔
اس کا مطلب ہے کہ جب تُو کوئی کتاب پڑھتا ہے، تو اپنے دل میں سوالات اٹھا۔
جب مصنف لکھتا ہے، تو تُو اپنے آپ سے پوچھ:
"وہ یہ کیوں کہتا ہے؟ اس قول کا کیا ثبوت ہے؟ کیا یہ اس کے اپنے خیال ہیں یا مضبوط دلیل پر قائم؟"

پس جب تُو پڑھتا ہے، تو جو سوال تیرے ذہن میں ابھرتے ہیں، انہیں لکھ۔ اگر کتاب ان سوالات کا جواب نہیں دیتی، تو یہ تیری تنقید ہے — کہ کتاب نے سوالات کو جنم دیا، مگر جواب نہ دیے۔

ممکن ہے کہ تُو دوسرے ماخذ سے اُن سوالات کے جواب تلاش کرے؛
لیکن لازم ہے کہ پہلے سوال اٹھا، اور پھر پوری کوشش سے دیکھ کہ اُن کے جوابات کتاب میں ہیں یا باہر۔

ذہن کی مشق

جب تُو جوابات پائے، چاہے اُسی کتاب سے یا دوسری سے، تو اُن کا تقابل کر۔ یوں تُو نہ صرف مصنف کی فہم کو پہچانے گا بلکہ اپنی **تمیز** میں بھی ترقی کرے گا۔

ایسا ہی **پاک نوشتہ جات** کے ساتھ بھی ہے؛ وہ اُنہی کے لئے کھلتے ہیں جو پڑھتے وقت سوال کرتے ہیں۔ جب کوئی کہتا ہے، "یہ لفظ کیا معنی رکھتا ہے؟ یہ کیوں لکھا گیا؟" تو وہ سچائی کی جستجو میں بیدار ہو جاتا ہے۔ کیونکہ جو سوال نہیں کرتا، وہ جواب بھی نہیں پاتا۔

یوں تیرا ذہن مشق یافتہ ہوتا ہے، اور تجھ میں یہ جرات پیدا ہوتی ہے کہ بڑے عالموں سے بھی سوال کر سکے، اور ہر بات اندھا دھند قبول نہ کرے۔ جو سوال نہیں کرتے، وہ سیکھتے نہیں؛ مگر جو پوچھتے ہیں، وہ علم میں بڑھتے جاتے ہیں۔

W-سوالات

کہا جاتا ہے: **W-Questions** تحقیق میں چھ بنیادی سوالات ہوتے ہیں جنہیں اکثر

- کون(Who) ؟
- کب(When) ؟
- کیا(What) ؟
- کہاں(Where) ؟
- کیوں(Why) ؟
- کیسے(How) ؟

کون، کب، کیا، کہاں، کیوں، کیسے۔ اُردو میں یہ سب **کاف** سے شروع ہوتے ہیں:
یہ سوالات صرف کتابوں کے مطالعہ میں نہیں بلکہ **پاک کتاب** کے مطالعہ میں بھی استعمال ہو سکتے ہیں۔

جب تُو ایسے سوالات اٹھاتا ہے، تو تیری سمجھ میں اضافہ ہوتا ہے، اور تُو کلام اور متن دونوں کو **بصیرت** سے دیکھنا سیکھتا ہے۔

تمثیلوں کی مثال

مثلاً متی کی انجیل کی تمثیلیں دیکھ۔ ایک مصنف کسی تمثیل کی ایک طرح تشریح کرے گا، دوسرا کسی اور طرح۔ تُو اپنے سوالات بھی شامل کر:

- اس تمثیل میں کون سے اشخاص ہیں؟
- یہ کہاں بیان کی گئی — سمندر کے کنارے، بیابان میں، یا پہاڑ پر؟

جب تُو یوں پڑھ چکے، تو تفاسیر اور علماء سے مزید روشنی حاصل کر۔

بعض تمثیلوں کو **استعارہ (Allegory)** کے طور پر بیان کرتے ہیں، جیسے کہ نیک سامری کی تمثیل میں کہتے ہیں کہ سامری خود مسیح ہے، زخمی آدمی انسانیت ہے، اور لوٹنے والے شیطان کی قوتیں۔

یہ **استعارہ جاتی تفسیر** ہے۔
مگر تُو غور کر کہ آیا یہ در حقیقت خداوند کے مقصد کو ظاہر کرتی ہے یا نہیں۔

ایک دوسرا مفسر اُسے **کیس اسٹڈی** کے طور پر دیکھتا ہے، کہ مسیح نے کسی فقیہہ سے خطاب کیا تاکہ اُسکے ضمیر کو جگائے۔ جب تُو دونوں تشریحات کا موازنہ کرے
تو تُو پہچانے گا کہ کون سی زیادہ متوازن اور آقا کے ارادے سے ہم آہنگ ہے۔

اساتذہ سے سوال کرنے کی عادت

پس، اپنے اساتذہ کے حضور خاموش نہ رہ۔ کیونکہ جب تُو سوال کرتا ہے تو **روشن فکری** آتی ہے، مگر جب تُو سوال اپنے دل میں رکھ کر چلا جاتا ہے، تو تُو **غیر تحقیق یافتہ ذہن** کے ساتھ واپس لوٹتا ہے۔

پس ادب اور جوش کے ساتھ سوال اٹھا۔

تیسرا قدم — پڑھنا

Survey (جائزہ) اور **Question (سوال)** ہم نے اب تک دیکھ لیا۔ اب اگلا حرف **R** ہے، جو **Read (پڑھنا)** کے لئے ہے۔

پڑھنا یہ نہیں کہ صرف آنکھیں الفاظ پر پھیر دی جائیں، بلکہ آنکھ اور ذہن دونوں کو شامل کیا جائے۔ بہت سے لوگ اپنی آنکھوں سے پڑھتے ہیں مگر اُن کا ذہن کہیں اور بھٹکتا ہے۔ تین یا چار پیراگراف کے بعد ہوش آتا ہے اور وہ کہتے ہیں، ''میں کہاں تھا؟''

پس جب تُو پڑھتا ہے، تو اپنی آنکھوں کو بیدار اور ذہن کو حاضر رکھ۔ کچھ لوگ سست رفتار قاری ہوتے ہیں، کچھ تیز۔ کچھ کو بلند آواز سے پڑھنے میں زیادہ فہم ملتی ہے، کیونکہ کان بھی دماغ کی مدد کرتا ہے۔ اور کچھ کو خاموشی میں فہم حاصل ہوتی ہے۔ جو طریقہ تجھے مدد دے، وہی اختیار کر — لیکن پڑھ **فہم کے ساتھ، نہ کہ تیزی کے ساتھ۔**

سمجھ بوجھ کی ضرورت

اگر کتاب مشکل ہے، تو رفتار کم کر، مگر سمجھ کر پڑھ۔ کیونکہ بغیر فہم کے پڑھنا، علم کا سایہ ہے، حقیقت نہیں۔ بعض سمجھتے ہیں کہ خاموشی میں زیادہ صفحات پڑھے جا سکتے ہیں، لیکن کچھ اونچی آواز میں پڑھ کر بہتر سمجھتے ہیں۔ دونوں طریقے آزماؤ، اور دیکھو کہ کون سا تجھے زیادہ فائدہ دیتا ہے۔ لیکن پڑھنے کی مشق لازم ہے، کیونکہ پڑھنا ایک **فن** ہے جسے بار بار کرنے سے ہی کامل کیا جا سکتا ہے۔

مطالعہ کی کمی

افسوس کہ ہمارے ملک میں پڑھنے کی عادت کم ہے۔ بچے صرف نصابی کتابیں پڑھتے ہیں اور بس۔ یونیورسٹی کے طالبِ علم بھی زیادہ تر **ٹیسٹ پیپر** یا **گَس پیپر** پر بھروسہ کرتے ہیں، اور بغیر حقیقی علم کے امتحان پاس کر لیتے ہیں۔ یوں وہ ڈگری تو پاتے ہیں، مگر فہم نہیں۔

جو صرف نصابی کتاب پڑھتا ہے، وہ محدود علم رکھتا ہے؛ مگر جو مختلف مصنفین کی کتابیں پڑھتا ہے، وہ وسیع فہم کا مالک بنتا ہے۔ ہماری تعلیمی نظام میں کتاب دوستی کی روح نہیں۔ بہت سے ملکوں میں ہر بستی میں عوامی لائبریریاں ہیں، جہاں لوگ بلا معاوضہ کتابیں لے جا کر پڑھتے اور واپس کرتے ہیں۔ یوں قوم میں مطالعہ کی روح بیدار رہتی ہے۔

لیکن ہمارے ہاں، **قائدِ اعظم لائبریری** یا دیگر اداروں میں
کتنے لوگ مطالعہ کے لئے جاتے ہیں؟ یہاں تک کہ ہمارے **سیمینری** میں بھی، جہاں بارہ ہزار الٰہی کتب موجود ہیں، بہت کم طلبہ مطالعہ کے لئے آتے ہیں، سوائے جب کوئی اسائنمنٹ یا امتحان مجبور کرے۔ بہت سرمایہ خرچ کیا گیا، مگر پڑھنے والے کم ہیں۔ کاش کہ پادری اور خدا کے کلام کے طالب آئیں، اور ان روحانی خزانوں سے فیض پائیں۔

کیونکہ حقیقت یہ ہے کہ **مطالعہ روح کو وسعت دیتا ہے، ذہن کو مضبوط کرتا ہے، اور خدا کے خادم کو سچائی کے کلام کو درست طور پر تقسیم کرنے کے قابل بناتا ہے۔**

"پڑھنے، نصیحت کرنے، اور تعلیم دینے میں مشغول رہ۔"
— 1 تیمتھیس 4:13

مطالعہ کی غفلت

افسوس! کہ ہمارے ملک میں مطالعہ کی عادت نایاب ہو چکی ہے۔ بچے فقط اپنی نصابی کتابیں پڑھتے ہیں، اور اس سے زیادہ نہیں۔ بلکہ جامعات میں بھی اکثر لوگ امتحانی پرچوں اور اندازوں پر بھروسہ کرتے ہیں، اور یوں وہ علم کے بغیر امتحان پاس کر لیتے

ہیں۔ پس وہ ڈگری حاصل کرتے ہیں، مگر فہم نہیں۔ جس نے فقط مقررہ کتاب پڑھی، اُس نے علم کا ایک ٹکڑا جانا؛ لیکن جو دوسرے مصنفین اور مختلف مصادر کی تلاش کرتا ہے، وہ دانائی پاتا ہے۔ ہمارا تعلیمی نظام کتابوں کی محبت کو فروغ دینے میں ناکام ہے۔ دوسرے ملکوں میں ہر بستی میں ایک عوامی کتب خانہ ہوتا ہے جو سب کے لیے کھلا ہوتا ہے، تاکہ لوگ کتابیں لیں، پڑھیں، اور واپس کریں۔ یوں لوگوں میں مطالعہ کی رغبت پیدا ہوتی ہے۔

مگر یہاں بہت کم لوگ قائدِ اعظم لائبریری یا اپنے مدرسہ و جامعہ کے کتب خانوں کا رخ کرتے ہیں۔ یہاں تک کہ ہمارے مدرسہ میں، اگرچہ ہمارے پاس بارہ ہزار الٰہیات کی کتابیں ہیں، مگر کوئی نہیں آتا مگر جب کسی مضمون کی مجبوری ہو۔ بہت کچھ لگایا گیا، مگر قارئین کم ہیں۔ اَے کاش کہ خدامِ کلام اور شاگردانِ مسیح ان خزائنِ علم سے فائدہ اُٹھائیں! کیونکہ فی الحقیقت مطالعہ روح کو وسیع کرتا ہے، ذہن کو تقویت دیتا ہے، اور خادمِ خدا کو تیار کرتا ہے کہ وہ کلامِ حق کو راست طور پر پیش کرے۔

تعلیم کی خواہش کا زوال

در حقیقت، ہمارے ملک میں تعلیم کی رغبت کم ہو چکی ہے؛ اس لیے لوگ خوشی سے مطالعہ کی طرف نہیں آتے۔ بہت سے کہتے ہیں، "میں بی۔ تھ۔ یا ایم۔ ڈی۔ وِی۔ یا حتیٰ کہ پی۔ ایچ۔ ڈی کرنا چاہتا ہوں۔" پر وہ علم نہیں بلکہ فقط ڈگری کے طالب ہوتے ہیں۔ اور جب ان سے کہا، "تو وہ جواب دیتے ہیں، "میں اپنی بی۔ تھ کتنی جلدی مکمل کر سکتا ہوں؟ میں ایم۔ ڈی۔ وِی کب تک حاصل کروں؟" تب میں نے ان سے کہا، "لیکن تُو یہ سب کیسے کرے گا؟" وہ پوچھتے ہیں، "مجھے تو صرف ڈگری چاہیے۔" سے کہا جائے، "اگر تُو علم چاہتا ہے، تو کتابوں کی طرف رُجوع کر؛ پر اگر تُو فقط مہردار کاغذ چاہتا ہے، تو تُو اُن میں سے ہے جن کے دل سطحی ہیں۔" اگر تُو نے کچھ سیکھا نہیں، تو اُس کاغذ کا فائدہ کیا؟ ہمارا ابلاو اڈگریاں پانے کا نہیں بلکہ فہم حاصل کرنے کا ہے۔

مطالعہ کی عادت

ہاں، وہ سیکھنے کو نہیں بلکہ "پس اپنی مطالعہ کی عادت کو مضبوط کر۔ کچھ کہتے ہیں، "جب ہم کتاب پڑھتے ہیں تو نیند آجاتی ہے۔" لیکن جس کے پاس فہم ہے، اُس کے لیے مطالعہ روزمرّہ کی روٹی بن جاتا ہے۔! سونے کو پڑھتے ہیں

اگر تُو روزا ایک صفحہ، یا دو، یا تین پڑھے، تو تیرا ذوق بڑھے گا۔ اور ایک دن تُو کہے گا، "آج میں نے کچھ نہ پڑھا، اور مجھے لگا جیسے میں نے کچھ نہ کھایا۔" یوں تعلیم کی بھوک تیرے باطن میں بھڑک اُٹھے گی۔ پس پڑھ، تاکہ تیرا علم بڑھے؛ کیونکہ بغیر مطالعہ کے کوئی تحقیق نہیں، اور بغیر کتابوں کے کوئی فہم کا سرچشمہ نہیں۔ مطالعہ ضروری ہے۔

مطالعہ کا حکم

بہت سے جلدی میں میرے پاس آتے ہیں اور اپنے مسودے پیش "! میں اپنے شاگردوں سے بار بار کہتا ہوں، "پڑھو! پڑھو! پڑھو

وہ کہتے ہیں، ''نہیں جناب، ''کرتے ہیں۔اور میں پوچھتا ہوں، ''یہ لکھائی کہاں سے آئی؟ کیا تُو نے اس موضوع پر کچھ مطالعہ کیا؟ تب میں اُن سے کہتا ہوں، ''جا اور پھر سے پڑھ۔اس مضمون پر پانچ یا سات کتابیں ''یہ میرے ذہن میں آیا اور میں نے لکھ ڈالا۔ کیونکہ کوئی شخص بغیر مطالعہ کے حکمت پیدا نہیں کر '' لے؛ اور جب تُو پڑھ لے، تو واپس آ کر لکھ۔تب تیری سمجھ روشن ہو گی۔ سکتا۔

تحصیلِ علم کے تین آر

اب ہم جلدی سے تین آر کی طرف آئیں:

اوّل، **پڑھ۔**

دوم، **یاد کر۔**

سوم، **دوبارہ دیکھ۔**

یوں تعلیم کی بنیاد قائم ہوتی ہے۔

یاد کرنے کا فن

جب تُو پڑھ چکے، تو جو کچھ پڑھا ہے اُسے یاد کر۔اُن باتوں کو یاد کر جنہیں تیری آنکھوں نے دیکھا اور تیرے دل نے پایا۔ یہ یاد دہانی حافظہ اور تمیز کو مضبوط کرتی ہے۔ کیونکہ یاد کرنے سے آدمی جان لیتا ہے کہ اُس نے مطالعہ سے کیا حاصل کیا۔ اگر تُو نے نوٹس لکھے ہیں، تو یاد کرتے وقت اُن باتوں کو یاد کرے گا جو زیادہ ضروری تھیں۔ لیکن اگر تُو نے کچھ نہیں لکھا، تو دن گزریں گے، اور تُو بھول جائے گا جو کبھی جانتا تھا۔ پس اپنے مطالعہ کو یاد کر اور جو فائدہ مند ہیں اُنہیں دوبارہ لکھ؛ کیونکہ وہ تیری منادی اور تحریر میں تجھے بارہا کام آئیں گے۔

دوبارہ دیکھنے کا فرض

یعنی پھر سے نظر ڈالنا۔ کیونکہ دوبارہ دیکھنے سے تُو وہ باتیں دیکھے گا جو پہلے نہ دیکھیں۔ جب تُو اپنے ——اور تیسرا ہے **دوبارہ دیکھنا** نوٹس کو پھر سے دیکھے گا، تو تجھے معلوم ہو گا کہ کہاں کمی ہے اور کیا اضافہ درکار ہے۔ جو شخص اپنے کام کو دوبارہ نہیں دیکھتا، وہ اپنی پڑھ، یاد کر، اور دوبارہ دیکھ۔ یہ: محنت کا پھل کھو دیتا ہے۔ مگر جو واپس آتا ہے، وہ سمجھ اور ترقی پاتا ہے۔ پس یہ تین آر نفع بخش ہیں علم کو مضبوط کرتے ہیں اور فہم کی جڑ کو گہرا بناتے ہیں۔

مطالعہ کا طریقہ

تاکہ تُو مطالعہ سے پورا فائدہ پائے۔ کیونکہ بہت سے —— (SQ3R) **ایس۔کیو۔تھری۔آر** —— یہی ہے مطالعہ کا طریقہ

لوگ مسلسل پڑھتے ہیں، پر کچھ نہیں سمجھتے۔ لیکن جو شخص طریقہ اور یاد کے ساتھ پڑھتا ہے، اُس کا دل روشن ہوتا ہے۔ پہلے مضمون کا جائزہ لے؛ پھر سوال کر؛ پھر پڑھ؛ پھر یاد کر؛ اور پھر دوبارہ دیکھ۔ یوں تیرا علم کامل ہوگا۔

تشریح کا سوال

تب ایک شاگرد نے پوچھا، ''استاد!

میں نے کہا، ''پہلے کتابِ مقدس ''اگر دو مصنف ایک ہی عبارت کی مختلف تشریح کریں، تو ہم کیسے جانیں کہ کون درست ہے؟ کو دیکھ۔ کیا خود کلام اپنے آپ کو تشریح کرتا ہے؟ کتنی گواہی کلام میں اُسکے قول کی تائید کرتی ہے؟ وہ مفسر زیادہ معتبر ہے جس کی تشریح کلام کی گواہی سے ملتی ہے، بمقابلہ اُس کے جس کے خیالات دور نکل گئے ہیں۔ اگر کوئی مفسر آزاد خیال سے لکھتا ہے، تو اُسے کلام کے پیمانے سے پرکھ۔ کلام میں آگے پیچھے دیکھ، کیونکہ اکثر کلید اُن آیات میں ہوتی ہے جو پہلے یا بعد میں لکھی یہ اعمال کیا ہیں؟ سمجھنے کے لیے 'تب میں نے مثال دی: ''مکاشفہ میں خداوند فرماتا ہے، میں تیرے اعمال کو جانتا ہوں۔ ''گئیں۔ میں تیرے اعمال، اور تیری محبت، اور تیرا ایمان، اور تیری خدمت، اور تیرا صبر جانتا: پیچھے جا کر تھواتیرا کے پیغام کو دیکھ ''یوں کلام نے اپنے آپ کو تشریح کیا۔ پس سیکھ کہ کلام کا مطلب خود کلام میں تلاش کر۔ 'ہوں۔

کلامِ مقدس کی تعظیم

میں نے کہا، ''اگر تیرے بھائی کو اس سے ٹھوکر لگے، تو باز ''ایک اور نے پوچھا، ''کیا کوئی لیٹے ہوئے کلامِ مقدس پڑھ سکتا ہے؟ کیونکہ بہت سے ''رہ۔ کیونکہ بعض لوگ اسے بے ادبی سمجھتے ہیں۔ مگر اگر تُو تھکا ہوا ہے، تو آرام سے پڑھ، مگر دل میں تعظیم رکھ۔ ایمان میں نازک ہیں۔ ایک بار میں نے اپنی بائبل میں ایک آیت کے نیچے لکیر کھینچی، تو ایک شخص نے مجھے ملامت کی، کہا، ''تُو نے تب میں نے صلح چاہی، کیونکہ میں اُس کے ایمان کی حالت جانتا تھا۔ پس دوسروں کے ضمیر کا خیال رکھ، کہ ''! خدا کے منہ پر لکھا کوئی تیرے سبب ٹھوکر نہ کھائے۔

مطالعہ کی جگہ کے بارے میں

میں نے کہا، ''پاکیزگی جگہ میں نہیں بلکہ دل میں ہے۔ اگر دل ''پھر مجھ سے پوچھا گیا، ''کیا کلام فقط مقدس جگہ پر پڑھا جائے؟ پاک ہے، تو ہر جگہ مقدس ہو جاتی ہے۔ کیونکہ خدا کا کلام باہر کے مکان کو نہیں
بلکہ اندر کے انسان کو صاف کرتا ہے۔ اگر تُو لوگوں کے درمیان ہے اور تیرا دل چاہتا ہے کہ تُو پڑھے، تو اُن کے سامنے پڑھ، تو کچھ ''غلط نہیں کرتا۔ مگر اگر تُو غور و فکر کے لیے خلوت چاہتا ہے، تو کوئی پُر سکون جگہ ڈھونڈ لے، تاکہ تُو خدا کی نرم آواز سن سکے۔

سیاق وثقافت کی تعظیم

جان لے کہ تعظیم سیاق اور رواج کے لحاظ سے مختلف ہوتی ہے۔ کچھ ملکوں میں لوگ بائبل کو زمین پر رکھتے ہیں یا اپنے قدموں کے نیچے، کیونکہ وہ ہمارے طریقِ احترام کو نہیں جانتے۔ مگر ہمارے دیار میں اگر بائبل گر جائے، تو ہم اُسے اٹھا کر چوم لیتے ہیں، کیونکہ ہم اُسے مقدس مانتے ہیں۔ پس سیاق اور ثقافت کا لحاظ رکھ، کہ جہالت کے سبب کوئی ٹھوکر نہ کھائے۔